سسکیوں کا تسلسل

کل ۹/ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کر دیئے گئے۔ مفتی محمد جمیل خان مشہور عالم دین اور پاکستان میں ''اقراء نظام تعلیم'' کے بانی تھے۔ اس نظام کے تحت انہوں نے ملک بھر میں ۱۰۸ شاخیں قائم کیں جن میں تیس ہزار سے زائد طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ ان کے اس کامیاب نظام کے دیکھا دیکھی دوسرے لوگوں میں بھی جذبہ پیدا ہوا اور اقراء ایجوکیشنل سسٹم کا ایک جال بچھتا چلا گیا۔ مفتی محمد جمیل خان صاحب ۱۹۵۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷۴ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن سے سند فراغت حاصل کی وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے ممبر و ترجمان تھے اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید اور حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید کے معاون خاص اور دست راست بھی تھے۔

مولانا نذیر احمد تونسوی دار العلوم فیصل آباد کے فاضل جید عالم دین تھے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر اور ترجمان کے طور پر کام کرتے تھے۔

سڑکوں پر جید علمائے کرام کے لہو بہائے جانے کی جس افسوس ناک روش کا آغاز کیا گیا ہے یہ دونوں بھی اسی کا شکار ہوئے' ابھی کچھ دن پہلے مفتی جمیل خان صاحب نے اس موضوع پر ایک دردناک کالم لکھا تھا جس میں انہوں نے اس تشویشناک صورت حال کے بارے میں علماء کرام سے متحدہ لائحہ عمل اختیار کرنے پر زور دیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے پاکستان اور خاص کر شہر کراچی علمائے دین کی قتل گاہ بن چکی ہے نامعلوم دہشت گرد آتے ہیں اور ممتاز اہل علم کو قتل کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔ حکومت معمول کے مطابق قاتلوں کو فوراً گرفتار کرنے کا عزم ظاہر کرتی ہے۔ دہشت گردوں کی نشاندہی کرنے والوں کیلئے انعام کا اعلان کرتی ہے۔ زبانی مذمت کرتی ہے اور چند دن کے بعد یہ سب باتیں اور عزائم طاق نسیان کر دیئے جاتے ہیں۔ ایک حادثہ کا زخم ابھی مندمل نہیں ہوا ہوتا کہ شہادت کا اگلا واقعہ پیش آ جاتا ہے۔ ابھی ایک شہید کی خاک تربت سے دفنانے والوں نے ہاتھ جھاڑے نہیں ہوتے کہ ایک اور مظلوم بر سر مزار آ پہنچتا ہے۔

خیر سے ہماری حکومت دہشت گردوں کے خلاف عالمی جنگ میں شریک ہے۔ جن علماء اور مدارس کے جلو میں انہیں دہشت گرد نظر آنے کا فوبیا لگ گیا ہے وہی علماء اور مدارس سب سے زیادہ دہشت گردی کی زد میں ہیں۔ اسباب میں بھانت بھانت کی باتیں کہی جاتی ہیں ''یہ سب ملکی ایجنسیوں کا کیا دھرا ہے'' ''یہ فرقہ واریت کا شاخسانہ ہے'' ''یہ بیرونی طاغوتی قوتوں کی پالیسی ہے''...... ان سب اسباب کیلئے دلائل وشواہد بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ اور یہ سب اسباب ہو بھی سکتے ہیں۔ لیکن ان کے سدباب کیلئے وہ کچھ نہیں کیا جا رہا جو ہونا چاہیے۔ وہ ردعمل سامنے نہیں آ رہا جو آنا چاہیے۔ اسمبلیوں کے بام و در پرسکون ہیں۔ حکمرانی کے ایوانوں میں سناٹا ہے۔ مسجدیں اور خانقاہیں خاموش ہیں اور خاموش فضاؤں میں صرف سسکیوں کا تسلسل ہی برقرار رکھا جا سکتا ہے۔